فلسطینی مستضعفین کی عصری صورتحال ایک جائزہ

*تیمیہ خالد

Abstract

The Muslims of today are overwhelmed and subjugated all over the world due to the bad intensions of colonizers. They are now called the oppressed people in the world.Especially the Muslims of Palestine are the main target of these colonialists, as Palestine is the controversial issue between the Muslims, Christians and Jews. It is the holy and sacred place for all of them. The Jews consider this place as their birthright and also due to their political and social self-interests they always tried to get their hold there by the oppression of Palestinian Muslims. The illegal Israeli (jews) state in Jerusalem is constantly oppressing the Muslims of Palestine. Due to this oppression these Palestinian Muslims are also called the oppressed people in the world.Today this problem of oppression in Palestine is more surpassing. Israeli (jews) people are persistently killing and forcing the muslims to leave this country. Palestinians are now immigrants and seekinf refuge from different countries but unhappily they are also in trouble and in pathetic condition.They are just helpless and even deprived of their basic rights.keeping in view this scenario, in this article a brief review is given about the history and the present situation of oppression on Palestinian Muslims.

کلیدی الفاظ: مستضعفین، فلسطین، اسرائیل، یروشلم، براق انقلاب، ظلم وبربریت، قتل، وحشیانہ بمباری، جیل خانے، مہاجر کیمپ، اقوام متحدہ، مہاجرین، پناہ گزین، حماس

فلسطین۔ایک تعارف:

نام اور وجہ تسمیہ:

اس کا پورا نام دولۃ فلسطین یا فلسطینی ریاست ہے۔([1]) یہ ابن سام بن ارم بن سام بن نوحؑ کے نام پر فلسطین کہا گیا ہے۔([2])

محل وقوع:

موجودہ فلسطین کے نقشہ کو دیکھیں تو یہ ان علاقوں پر مشتمل ہے جہاں اسرائیلی ریاست قائم ہے اور فلسطینی

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور۔ پاکستان

اتھارٹی کی عمل داری ہے۔ اس کے شمال مشرق میں شام، اردن اور سعودی عرب ہیں۔ مغرب میں مصر اور انتہائی جنوب میں خلیج عقبہ ہے جہاں اسرائیل کی بندرگاہ ایلات ہے۔([3])

رقبہ:

اس کا رقبہ 10،000 مربع میل ہے۔(26،000 مربع کلومیٹر) ہے۔([4])

آبادی:

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 29 نومبر 1947ء کو تقسیم فلسطین کی قرارداد پاس کرتے ہوئے اس کو دو ریاستوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ان علاقوں میں سے دریائے اردن کا مغربی کنارہ اور غزہ کی پٹی فلسطین اتھارٹی کے پاس ہے اور باقی علاقہ اسرائیل کے قبضے میں ہے۔ اس تقسیم کے مطابق اسرائیل کی آبادی جو 1950ء میں 14 لاکھ کے قریب تھی 2000ء میں بڑھ کر 60 لاکھ ہوگئی کیونکہ یہودی دنیا کے کونے کونے سے منتقل ہو کر اسرائیل میں آباد ہو گئے ہیں۔ اور یہ آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ جب کہ فلسطینیوں کی آبادی 2000ء کے اعداد و شمار کے مطابق 39 لاکھ تھی۔ ان میں تقریباً 24 لاکھ دریائے اردن کے مغربی کنارے میں آباد تھے اور 15 لاکھ غزہ کی پٹی میں۔([5])

دارالحکومت اور بڑے شہر:

یاقوت حموی کے بقول مصر کی طرف شام کی سب سے آخری ولایت فلسطین ہے۔ اس کا دارالحکومت یروشلم ہے۔ عسقلان، رملہ، غزہ، ارسوف، قیسریہ، عمان، یافہ اور بیت جبرین اس کے بڑے شہر ہیں۔([6])

فلسطین کی اہمیت:

فلسطین دنیا کے تینوں بڑے مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔ یہود کے لیے یہ خطہ بہت مقدس اور اہم ہے۔ اگرچہ عیسیٰؑ کے دور میں یہودی چونکہ رومیوں کے غلام تھے اور ہمیشہ رومیوں کے خلاف سازشوں میں لگے رہتے۔ رومی جرنیل گاہے بگاہے شدت سے ان کی سرکوبی کرتے رہتے جسکی وجہ سے یہ ہجرت کرتے رہے۔ یہاں سے ایک تعداد بھاگ کر یورپ ایشیاء اور افریقہ چلی گئی لیکن ان کے سر میں ہمیشہ یہ سودا، سمایا رہا کہ وہ یروشلم واپس جا کر اپنی حکومت قائم کریں گے کیونکہ یہ اس پر اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔ عیسائیوں کے لیے بھی

فلسطین بہت مقدس ہے اس لیے کہ اس خطے میں " بیت اللحم " ہے جہاں عیسیٰؑ پیدا ہوئے اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے بھی یہ دلوں جان سے عزیز ہے کیونکہ بیت المقدس ہی سے حضورؐ معراج پر تشریف لے گئے اور اسے دیگر انبیاء کا مسکن رہنے کا شرف بھی حاصل ہے۔([7])علاوہ ازیں اسلام میں صرف تین مقامات کے لیے سفر کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے حرمین الشریفین اور حرمِ ثالث یعنی بیت المقدس۔

فلسطین میں مسلمانوں کی آمد اور فلسطینی مسلمانوں کے استضعاف کا مختصر تاریخی پسِ منظر:

حضرت عمر کے زمانے میں مسلمانوں نے بیت المقدس کو گھیرے میں لے لیا لیکن عیسائیوں نے اس شرط پر کہ خلیفہ خود آکر ہم سے معاہدہ کرے تو ہم شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیں گے۔ حضرت عمر نے 635ء میں اپنے صرف ایک غلام اور ایک اونٹ کے ساتھ بیت المقدس تشریف لے گئے آپ کی موجودگی میں معائدہ طے پایا۔ آپ نے پورے مجمع کے سامنے فرمایا" اے شہر مقدس کے باشندو جو حقوق و مراعات ہمارے لیے ہیں وہی تمہارے لیے بھی ہیں اور جو فرائض اور ذمہ داریاں ہمارے اوپر عائد ہوتی ہیں وہی تمہارے اوپر بھی لازم ہیں"۔([8])

خلفائے راشدین کے بعد سر زمینِ فلسطین بن اُمیہ کے کنٹرول میں رہی۔ اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے اس چٹان پر جہاں سے نبی کریمؐ نے معراج کا سفر شروع کیا وہاں ایک خوبصورت مسجد بنوائی جسے "قبۃ الصخر" (Dom of the Rock) کہتے ہیں۔ عباسی خلفاء نے بھی اپنے زمانے میں بیت المقدس کی تعمیر و ترقی اور خوبصورتی میں بھر پور حصہ لیا۔ 969ء میں یہ علاقہ مصر کے فاطمی خلفاء کے زیرِ تسلط آگیا لیکن 1095ء میں خلیفہ مستنصر باللہ کے دور میں عیسائیوں کے ساتھ کئی سال کی مذہبی لڑائیوں کے بعد عیسائیوں نے سارے یورپ کی مدد سے یروشلم پر پھر قبضہ کیا اور مسلمانوں کا اتنا خون بہایا کہ عیسائیوں کے گھوڑے ٹخنوں تک مسلمانوں کے خون میں چل کر بیت المقدس گئے لیکن طویل برسوں کی کئی صلیبی جنگوں کے بعد آخر 1192ء میں صلاح الدین ایوبی والئ مصر نے عیسائیوں سے بیت المقدس واپس لے لیا۔

1270ء سے 1516ء تک مملوک فلسطین کے حکمران رہے 1517ء میں ترکوں نے یہ علاقہ فتح کر لیا اور 1917ء تک ان کے زیرِ نگیں رہا۔ ترک خلیفہ سلطان عبد الحمید کو یہودیوں اور بالخصوص یہودی رئیس ڈاکٹر ہرتزل نے ہر طرح کا لالچ دیا بڑی بڑی رقموں، انعامات اور بعض قرضے اتارنے کی پیش کش کی۔ امریکہ نے بھی پوری کوشش کی کی یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے لیکن سلطان عبد الحمید نے دوٹوک الفاظ میں جواب دیا کہ "

جب تک سلطنتِ عثمانیہ قائم ہے یہودیوں کو سلطنتِ فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت ہر گز نہیں دے سکتا" بلکہ اس نے اور سختی شروع کر دی اور یہودیوں کو پابند کر دیا کہ وہ تین ماہ سے زیادہ فلسطین میں نہیں رہ سکتے اور اس مقصد کے لیے اس نے صرف یہودیوں کے لیے سرخ رنگ کا پاسپورٹ بالخصوص جاری کیا۔ تا کہ تین ماہ کی مدت بعد انہیں وہاں سے نکالنے میں آسانی ہو۔ اور اگلے سال انہوں نے ایک نیا حکم جاری کیا جس کے تحت یہودی فلسطین میں ایک انچ زمین بھی خریدنے کے مجاز نہیں تھے اسکے نتیجے میں یہودیوں امریکہ اور مغربی سامراج نے سلطان کی حکومت اور سلطان کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ سلطان کی گاڑی کو بارود بھری گاڑی سے تباہ کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ کریم نے سلطان کو بچالیا۔ لیکن اغیار کی سازش اور اپنوں کی نالائقی اور بے وفائی کی وجہ سے یہودی، سلطان کو روشن خیال ترکوں کے ہاتھوں 1909ء میں تخت سے اتارنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ فرانسیسی اور پھر انگریز فلسطین پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے چونکہ جنگِ عظیم اول میں یہودیوں نے دامِ، درہمِ، سخنِ، ہر لحاظ سے انگریزوں کی مدد کی تھی اور انھوں نے بھی سر زمینِ فلسطین انکے حوالے کرنے کا وعدہ کیا تھالہٰذا1917ء میں اعلانِ بالفور کے ذریعے فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام کا اعلان کر دیا۔(9)

انگریز ہائی کمشنر صموئیل نے یہودیوں کو فلسطین کی زمین خریدنے، یہاں ہجرت کرنے اور فلسطین کے ذخائر اور معدنیات پر قبضہ کرنے کی کھلی چھٹی دے دی۔ چرچل نے جب مارچ 1931ء میں فلسطین کا دورہ کیا تو فلسطینیوں نے اپنے مطالبات پیش کیے۔ 1 یہودی ریاست کا منصوبہ ترک کیا جائے۔ 2 فلسطین میں یہودیوں کی ہجرت کو روکا جا ئے 3۔ فلسطین میں زمینوں کی خرید و فروخت پر پابندی عائد کی جائے 4۔ فلسطین کو اسکے اصل ممالک سے الگ نہ کیا جائے لیکن چرچل نے ہر حال میں "اعلان بالفور کو ماننے کو کہا۔(10)

1919ء کے بعد نہ صرف بڑی تیزی سے یہودیوں نے فلسطین کی طرف ہجرت شروع کر دی بلکہ زرخیز زمینیں بھی دھڑا دھڑ خریدی گئیں اور سرعت سے یہودی بستیاں بھی آباد کی گئیں۔ حکومتِ برطانیہ نے فلسطینیوں کے لیے ظالمانہ ٹیکسوں اور ایسی معاشی پالیسیاں اختیار کیں کہ وہ مجبور ہو کر اپنی زمینیں بیچنے پر آمادہ ہو جائیں۔

1945ء کے آخر میں امریکہ بھی اس گیم میں آگیا بلکہ برطانیہ سے بھی سبقت لے گیا۔ کیونکہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد اب امریکہ بھی پورے یورپ کا سربراہ تھا اور امریکہ پوری طرح یہودیوں کے زیر اثر تھا۔ یہودی پوری

قوت سے امریکہ اور برطانیہ سے اپنے مطالبات منوارہے تھے۔([11])

فلسطین کی تقسیم

اور یوں انہی ممالک کے زیرِ اثر آخر 1948ء میں فلسطین کو تقسیم کر دیا گیا۔ احمد طٰہٰ اپنی کتاب " دی ٹریجڈی آف یروشلم " میں لکھتے ہیں:

> On November 29, 1947, the United Nations adopted the resolution which recommended the partition of Palestine into a Jewish State, an Arab State, and an International Zone of Jerusalem under United Nations' Control, each one with fixed boundaries by 15th of May 1948. ([12])

اور یوں اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق آخر 15 مئی 1948ء کو برطانوی حکومت نے فلسطین سے دست بردار ہونے کا اعلان کر دیا اور اپنی فوجوں کو واپس بلانے کا اعلان کر دیا۔ اسکے فوری بعد یہودیوں نے اسرائیلی مملکت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ پہلے امریکہ اور پھر روس نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا اسکے یکے بعد دیگرے دوسرے یورپی ممالک نے بھی اسرائیل کے وجود کو تسلیم کر لیا۔ ویسے بھی اب انگریز کے یہاں رہنے کا جواز باقی نہ تھا کیونکہ اس نے وہ مشن مکمل طور پر پورا کر دیا۔ اب یہاں کا اقتدار اور اکثر فیکٹریز، کاروبار، بینکس، دوکانیں اور اقتصادیات پر یہودیوں کا قبضہ تھا اور یہی انگریز چاہتا تھا۔([13])

"اسرائیل کو تحفظ فراہم کرانے کے پیشِ نظر 65 مئی 1950ء میں دنیا کے تین بڑے مغربی ممالک امریکہ، انگلینڈ اور فرانس نے ایک مشترکہ بیان جاری کیا جس میں اسرائیل کی حمایت کرتے ہوئے ہر قیمت پر ان کے حقوق کے حفاظت کی ضمانت دی گئی تھی اور اس بیان میں کہا گیا تھا کہ اسرائیل مشرقِ وسطیٰ میں امن و امان قائم کرنے میں مغربی ممالک کی مدد کرے گا۔ ان ممالک نے اعلان کیا کہ اگر اس علاقے میں کسی حکومت نے اسرائیل کے خلاف قوت کا استعمال کرنے یا اسے دھمکی دینے کی کوشش کی تو اس کے خلاف کاروائی کی جائے گی اور کسی بھی ملک کو رودس امن معاہدے کی خلاف ورزی کرنے یا اس میں کوئی تبدیلی لانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، اس بیان میں یہ بھی کہا گیا کہ عرب ممالک اور اسرائیل کو اسلحے کے میدان میں مسابقت کرنے کا اختیار نہیں ہو گا، صرف دفاعی مقاصد کے

پیشِ نظر ہی ان ممالک میں اسلحے جانے کی اجازت دی جائے گی"۔اس طرح دنیا کی تین بڑی حکومتوں نے اسرائیل کے وجود کو اپنی ضمانت وحفاظت میں لے لیا اور دوسروں کی زمین پر غاصبانہ قبضے کا قانونی طور پر اعتراف کر لیا۔(14)

محمد طٰہٰ کے بقول: یہ تاریخ کی ایک اور بدقسمتی ہے کہ سامراجی طاقتوں نے نہ صرف یروشلم کے مسلمانوں کے لیے لامحدود مشکلات اور مصائب پیدا کر دیے بلکہ مشرقِ وسطیٰ کے نقشے سے فلسطین کا نام ہی مٹا دیا۔(15)

فلسطینیوں پر ظلم وبربریت کی داستان:

ویسے تو فلسطینیوں کی پوری داستان ظلم و بربریت، تشدد و اذیت اور زندان کی تاریکیوں سے برتر ہے۔ 1971ء کے بعد سے ہی فلسطینی مسلسل ظلم کی چکی میں پستے رہے ہیں ان پر صبر و تشدد کے اقعات سے ایک پوری صدی کی تاریخ نوحہ کناں ہے۔یہاں صرف اس داستانِ ظلم وستم کے مختصراً چیدہ چیدہ معروف واقعات بیان کیے جائیں گے جسکا آغاز" انقلابی براق" سے کیا جاتا ہے۔

براق انقلاب:

جون 1929ء میں ادارہ اوقاف اسلامیہ نے براق دیوار میں چند اصلاحات شروع کیے۔یہودیوں نے ان اصلاحات کو اپنے لیے خطرناک تصور کیا، ان کے اخبارات نے پوری دنیا کے یہودیوں کو اس دیوار گریہ کی نجات کے لیے انقلاب برپا کرنے کا مطالبہ کیا۔

ہیکل سلیمانی کی بربادی کی یاد میں 14 اگست 1929ء میں یہودیوں نے تلابیب میں ایک بہت بڑا مظاہرہ کیا، اس کے بعد دوسرے دن شہر قدس میں یہودیوں نے ایک دوسرا بڑا مظاہرہ کیا۔ اور انہیں مظاہروں نے " براق انقلاب" کی آگ کو بھڑکایا اس کے دوسرے دن فلسطینی مسلمان بڑی تعداد میں مسجدِ اقصیٰ کے احاطے میں جمع ہوئے (اتفاق سے یہ جمعہ کا دن اور میلاد النبیؐ کا دن تھا اور پھر یہ عظیم الشان مجمع ایک جلوس کی شکل میں مسجدِ اقصیٰ سے روانہ ہوا اور براق دیوار کے ارد گرد یہودیوں نے جو کچھ تعمیر کیا تھا اسے ڈھا دیا۔

چھوٹی موٹی جھڑپیں برابر ہوتی رہیں یہاں تک کہ دوسرے جمعہ یعنی 23 اگست 1929ء کو ایک بڑا دھاکہ ہوا جسے " براق انقلاب" کے دھماکے سے جانا جاتا ہے۔عربوں نے ایک بڑی تعداد میں یہودیوں پر حملہ بول دیا جس کے نتیجے میں برطانوی فوج مختلف قسم کے اسلحہ جات اور جنگی طیاروں کے ساتھ عربوں پر حملہ آور ہو گئی، فسادات اور

جھڑپوں کا یہ سلسلہ شہر قدس سے نکل کر دوسرے شہروں اور دیہاتوں تک پہنچ گیا، فلسطین نے پہلی مرتبہ عربوں کے درمیان ایسا خوں آشام ہفتہ دیکھا۔([16])

حیفا سے نکلنے والے اخبار الزہور نے اس دن کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

- " فلسطین نے اپنے سابقہ ادوار میں 17 جون سے زیادہ منحوس اور ہولناک دن نہیں دیکھا مساجد سے مؤذنوں کی اذانیں بلند ہوئیں تا کہ اللہ کریم اپنے بندوں پر رحم فرمائے، گرجاگھروں میں، ماتمی گھنٹیاں بجنے لگیں، عورتوں میں چیخ پکار مچ گئی، مسجدوں اور دیگر عبادت گاہوں میں جمع افراد کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو جاری ہو گئے۔ موت کی خوفناکی نے ڈیرا ڈال لیا، حالات سنگین ہو گئے، فوجوں کی چلت پھرت تیز ہو گئی، توپیں تیار ہو گئیں، تلواریں بے نیام ہو گئیں، حالات پر کنٹرول کرنے کے لیے فضا میں جہازوں کی پرواز تیز ہو گئی۔([17])
- 1948ء میں اسرائیلی ریاست کے قیام کے بعد سے ہی اسرائیل نے بطورِ مہم ہمیشہ سے فلسطینیوں کی نسل کُشی کا مشن جاری رکھا اور مختلف حیلوں بہانوں سے انکو قتل کیا۔1950ء کا عشرہ فلسطینیوں کے خون سے رنگین ہے جبکہ اس پورے عشرے میں سامراج ہمیشہ اسرائیل کو امن کا داعی گردانتا رہا۔ اب دیکھیے امن و امان کے داعی نے کس طرح امن وامان قائم کیا۔
- 6 جنوری 1952ء کو بیت جالا میں یہودیوں نے قتلِ عام کیا۔
- دسمبر 1952ء میں یہودیوں نے لبنانی سرحد کے قریب آباد ایک عرب بستی "اقرت" کو بم سے اڑا دیا اور یہاں کے وطن پرست باشندوں کو قریب کے گاؤں میں پناہ لینے کی اجازت نہیں دی اور مجبوراً ان کو لبنان کی طرف ہجرت کرنا پڑا۔
- ستمبر 1953ء میں یہودیوں نے ریحانیہ بستی کو تہس نہس کر دیا اور یہاں کے باشندوں کو شام کی سرحد پر ڈال دیا۔
- 14 اکتوبر 1953ء کو " قبیہ " کے قتلِ عام کا سانحہ پیش آیا جہاں یہودیوں نے ان کے گھروں کو آگ لگا دی اور باشندوں کو قتل کر دیا۔
- مارچ 1954ء میں نحالین کے قتلِ عام کا حادثہ پیش آیا۔

- فروری 1955ء کو یہودی فوجی غزہ کے علاقے میں واقع ایک پناہ گزینوں کے کیمپ میں رات کی تاریکی میں گھس گئے،اس خیمے میں اطمینان سے سو رہے بے خبر عربوں کو اپنی گولیوں سے بھون دیا۔
- 5اپریل1956ء کو یہودیوں نے بھاری توپوں کارُخ غزہ کی طرف پھیر دیا اور اسے تباہ وبرباد کر دیا۔
- 25 ستمبر 1956ء کو اردن کی سرحد میں واقع ایک بستی " حوسان" پر حملہ کر دیا اور یہاں کے باشندوں کو نہایت بے دردی سے قتل کر دیا۔

قلقیلیہ کا قتلِ عام

کفر قاسم کا قتلِ عام یہ ہے امریکہ، یورپ اور اسرائیل کا امن وامان۔اس دوران اسرائیل نے امن کا یہ انداز اپنایا کہ احتجاجی مظاہروں کا جواب ہمیشہ گولی سے دیا اور ایک کے بدلے دس کے ذریعے جواب دینے کی پالیسی اختیار کی۔جب کبھی کوئی فلسطینی سرحد پار کر کے اپنے خاندان والوں سے ملاقات یا اپنے گھر سے کوئی سامان لینے کی غرض سے یہاں آجاتا، یا اپنے اس دشمن پر جس نے اس کے ملک کو غصب کر لیا تھا، کوئی پتھر یا کوئی بم پھینک دیتا تو اسرائیلی حکومت پوری تیاری کے ساتھ پورے گاؤں کو مسمار کر دیا کرتی تھی، پچاس کی دہائی کے ابتدائی چند سالوں میں اسرئیلی فوجوں نے فلسطین کے 187 کو گاؤں کو مکمل طور پر تباہ وبرباد کر دیا، ان کے گھروں کو ڈھا دیا اور جہاں تک ممکن ہوا وہاں کے باشندوں کا قتلِ عام کر دیا۔(18)

صابرا اور شتیلا کے کیمپوں کا ہولناک منظر:

15 ستمبر 1982ء کو اسرائیلی ٹینکوں نے لبنان میں صابرا و شتیلا دونوں بڑے فلسطینی کیمپوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر ان کیمپوں میں قتل وغارت گری اور موت کا ایسا بھیانک کھیل کھیلا گیا کہ انسانیت کانپ اُٹھی اس ہولناک منظر کو دیکھنے کے لیے ایک یورپی صحافی کا بلیوک کا آنکھوں دیکھا حال اور اسکا بیان ہی کافی ہے وہ کہتا ہے: " ابتداء ہی سے قتلِ عام کا یہ کھیل نہایت بھیانک تھا، 16 ستمبر 1982ء کے ابتدائی چند گھنٹوں کے دوران ہی کتائب کی فوجوں نے سینکڑوں فلسطینیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، انہوں نے ہر حرکت کرنے والی چیز کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنالیا، پورے پورے خاندان کو قتل کر دیا، بچے، بوڑھے، مرد، عورت ان کے یہاں کوئی تفریق نہیں تھی، ان لوگوں نے قتل پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اکثر حالات میں انہوں نے قتل کرنے سے پہلے ان کے اعضاء کو الگ کر دیا، ان فوجیوں

نے بچوں اور لڑکوں کے سروں کو دیواروں پر دے مارا ان فوجیوں نے عورتوں اور بیٹیوں کے ساتھ زنا کیا اور پھر ان کو کلہاڑیوں سے ذبح کر دیا۔ جہاں تک اسرائیلی فوجوں کا تعلق ہے تو انہوں نے خیمے کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی تاکہ کوئی بھاگنے نہ پائے۔

" اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اس سانحے میں تین ہزار سے زائد افراد جاں بحق ہوئے جبکہ فلسطینی اندازوں کے مطابق یہ تعداد تیس ہزار رہے۔ اس بھیانک قتلِ عام نے پوری انسانیت اور بالخصوص فلسطینیوں کے ضمیر کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ اور اس سانحے کے بعد اب اس معاملے میں کسی تاویل و توجیہ کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی کی امریکہ سمیت دیگر یورپی ممالک نے اب تک جو ضمانتیں دیں یا جو امن معاہدے کیے وہ سب کے سب مظلوم فلسطینی عوام کو اس صفحہء ہستی سے ختم کرنے کی سازش کا حصہ تھے۔ اس سانحے نے اس حقیقت کو بھی ثابت کر دیا کہ کتائب اور یہودیوں کے وحشی فوجیوں کو مسلمانوں کے خون کے علاوہ کسی اور چیز سے تشفی نہیں مل سکتی ہے۔ فیض احمد فیض اتفاق سے اس وقت بیروت میں موجود تھے انہوں نے اس موقع پر دو انتہائی دردناک دل دہلا دینے والی نظمیں " فلسطینی بچے کی لیے لوری " اور " فلسطینی شہداء جو پردیس میں کام آئے " لکھیں۔

اس خون آشام کھیل پر نام نہاد عالمی ردِ عمل پر اسرائیلی حکومت نے ایک کمشن تحقیق کے لیے قائم کیا کمیشن نے تحقیق کے بعد شیرون کو صرف وزیرِ دفاع کے عہدے سے ہٹانے کی سفارش کی۔([19])

فلسطینی مستضعفین کی عصری صورتحال: ایک جائزہ

فلسطین میں آج بھی ظلم و بربریت کا یہ کھیل جاری ہے۔ فلسطینی مسلمان آئے دن یہودی لابی کے ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں یا مسلسل ہجرت کرنے پر مجبور ہیں۔ اخبارات اور سوشل ویب سائٹس پر آئے دن فلسطینی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی خبریں آتی رہتی ہیں یہاں ان کی جھلکیاں پیش کی جا رہی ہیں۔

معذور فلسطینی رہنما احمد یٰسین کا بہیمانہ قتل: اسرائیل احمد یٰسین پر ایک سے زیادہ مرتبہ حملے کر چکا تھا اور انہیں مسلسل دھمکیاں دے رہا تھا کہ وہ ہماری ہٹ لسٹ پر ہے۔ لیکن اپنے معذوری کے باوجود وہ اپنے مشن سے کبھی پیچھے نہ ہٹے اور نہ کبھی ڈر خوف ان کے قریب آیا۔ وہ روزانہ ویل چیئر پر قریبی مسجد میں بلا خوف خطر نماز پڑھنے جاتے تھے۔ 14 جنوری 2004ء کو ایک مجاہدہ " ریم ریشی " نے خود کش دھماکہ کیا جس سے چار اسرائیلی مارے گئے۔ اسرائیل نے اس واقعہ کا ذمہ دار احمد یٰسین کو ٹھہرایا۔ احمد یٰسین نے انکار کیا لیکن اس کے باوجود اسرائیلی نائب وزیرِ

دفاع نے اعلان کیا کہ احمد یٰسین ان کی ہٹ لسٹ پر ہیں۔ وہ الزام لگاتے تھے کہ اسرائیلیوں پر جتنے خود کش حملے ہوتے ہیں ان سب کے پیچھے یٰسین کا ہاتھ ہوتا ہے اور اکثر ان میں اسرائیلی سویلین مارے جاتے ہیں۔ احمد یٰسین کا جواب تھا کہ کیا اسرائیلی فلسطینی سویلین کو نہیں مارتے۔ یہ تو ادلے کا بدلہ ہے۔

22 مارچ 2004ء کو وہ صبح کی نماز پڑھ کر ویل چیئر پر مسجد سے نکلے ہی تھے کہ ان پر اسرائیلی ہیلی کاپٹر نے میزائیل داغے۔ وہ موقع پر شہید ہوگئے۔ ان کے ساتھ ان کے دو باڈی گارڈز اور 9 دیگر نمازی بھی شہید ہوئے جو مسجد سے نماز ادا کر کے نکل رہے تھے۔ مزید 12 آدمی زخمی ہوئے جن میں دو یٰسین کے بیٹے بھی تھے۔([20])

غزہ پر اسرائیل کی واحشیانہ بمباری اور ناکہ بندی:

غزہ پر اسرائیل آئے روز اپنی ظالمانہ بمباری کا ارتکاب کرتا ہے۔ غزہ میں 2014 کے رمضان المبارک میں اسرائیلی جنگی طیاروں نے بہیمانہ بمباری کی۔ لوگ ممکنہ فضائی حملوں سے بچنے کے لیے زمین پر لیٹ گئے۔ کچھ عمارتوں کی آڑ میں پناہ لینے کے لیے دوڑ رہے تھے۔ زبردست دھماکوں کا شور بلند ہوا۔ زمین لرز کر رہ گئی اور فضا کانپ گئی۔ پھر دور دور سے دیکھے جانے والے دھول اور آگ کے بگولے آسمان پر نمودار ہوئے اور ہر طرف چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

بے شمار لوگ خون میں لت پت اپنی منزل پا کر جنت الفردوس کو سدھار گئے۔ شہید ہونے والوں میں عورتیں، مرد اور بچے بھی شامل تھے۔ اس خطے میں یہ مناظر آسمان کے لیے نئے نہ تھے۔ نہتے شہریوں کے قتلِ عام کے لیے ان جنگی طیاروں، توپوں، ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کا استعمال روزانہ کا معمول بن چکا ہے۔

بعد ازاں تل ابیب کے پاگل حکمران بنیامین نیتن یاہو نے امریکہ کے فراہم کردہ جنگی طیاروں، گائیڈڈ میزائیلوں، کلسٹر بموں اور دیگر جدید ترین ہتھیاروں سے لیس زمینی فوج کی مدد سے غزہ کے مختلف علاقوں میں سفاکانہ اور وحشیانہ انداز میں بغیر کسی رکاوٹ کے مسلمانوں کا قتلِ عام جاری رکھا۔ روزانہ کثیر تعداد میں جنازے اُٹھتے اور ماؤں، بہنوں اور بیویوں کی دلدوز چیخوں اور آہ وبکاہ سے غزہ کی بستی گونج اٹھتی تھی۔ ایک طرف جدید اسلحے سے لیس بے رحم ظالم حکمران تھے اور دوسری جانب تہی دست مسلمان۔ وہ بھلا جنونی قاتلوں کا کس طرح مقابلہ کر سکتے تھے۔ جنگی جنون میں مبتلا اسرائیلی حکمرانوں نے ان حملوں میں ڈھائی ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو خاک وخون میں نہلا دیا۔ ان میں

بڑی تعداد (800 / 700) بچوں کی ہے۔ زخمیوں کی تعداد بلا مبالغہ 15 /14 ہزار تھی۔ اسرائیلی حکومت نے کنڈر گارٹن سکولوں، ہسپتالوں، یتیم خانوں مساجد اور پناہ گزین مہاجرین کے کیمپوں کو جان بوجھ کر اپنے مظالم کا نشانہ بنایا۔

انھوں نے پانی کی سپلائی لائنوں، بجلی گھر اور بنیادی ضرورتوں کو فراہم کرنے والے اداروں پر حملے کر کے ساری بستی کو اندھیروں میں ڈبو دیا۔ اسرائیلی جنگی طیاروں نے اس دوران گیس بم بھی استعمال کیے اور شہری زندگیوں کو خاک و خون میں نہلا دیا۔ ان کی ان سفاکانہ کاروائیوں کی وجہ سے خوراک، پانی اور ادویات کی کمی ہوگئی۔ غزہ کے محاصرے کے سبب ان مظلوم اور بے گناہ لوگوں کو کہیں سے کسی بھی قسم کی امداد نہیں مل سکتی تھی۔

جنونی اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے مظلوم فلسطینی مسلمانوں کے قتلِ عام اور نسل کشی کے لیے بہانہ بنایا کہ گم شدہ تین نوجوانوں کی لاشیں مل چکی ہیں، اور ان یہودی نوجوانوں کو حماس نے قتل کیا ہے۔ اس کے بعد بعض شدت پسند یہودیوں نے ایک فلسطینی نوجوان کو بدترین تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ اگرچہ حماس نے اس الزام کی تردید کر دی تھی کہ انہوں نے یہودی نوجوانوں کو قتل کیا ہے لیکن پھر بھی ان نوجوانوں کے قتل کا بہانہ بنا کر اسرائیل نے غزہ میں بے دریغ ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا بلکہ اسرائیلی وزیرِ اعظم نیتن یاہو نے کہا ہے کہ وہ غزہ پر حملے بند نہیں کرے گا۔([21])

رانڈ (Rand) ڈیلی میل (جوہانسبرگ سے شائع ہونے والا روزنامہ جس نے جنوبی افریقہ کی جابرانہ حکومت کے خلاف جہاد کیا) کے سابق چیف ایڈیٹر Raymond Lauw کہتے ہیں کہ اسرائیلی مقبوضہ علاقوں میں صورت حال جنوبی افریقہ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تشویش ناک ہے اس لیے کہ جنوبی افریقہ میں مقامی کالے باشندوں کو کم از کم رہنے کا حق تو حاصل ہے جبکہ اسرائیلی حکومت کے پیشِ نظر فلسطینیوں کو ان کے علاقوں سے نکال باہر کرنا ہے۔([22])

جولائی 2014ء کے آغاز میں اسرائیل کی طرف سے فلسطین پہ کی جانے والی جارحیت سے کون نا آشنا ہے؟ تقریباً 50 دن جاری رہنے والی اس جنگ میں فلسطینیوں کو گھر بار، اولاد، جان اور مال سے ہاتھ دھونے پڑے۔ اقوامِ متحدہ کے ادارے (United Nations Relief and Works Agency) کے مطابق اسرائیل کے اس ظالمانہ اقدام سے تقریباً 1500 سے زیادہ عمارات تباہ ہوئیں، جن کی دوبارہ تعمیر شروع کی گئی تھی لیکن چند دن قبل اقوامِ متحدہ نے بھی فلسطینیوں کو چھت فراہم کرنے کے عمل کو یہ کہہ کر ختم کر دیا کہ تعمیر و مرمت کے لیے فنڈز ناکافی

ہیں۔ابھی تک کافی لوگ بغیر آشیانے کے زندگی بسر کر رہے ہیں کتنے بچے سردی سے ٹھٹھر کر موت کے منہ میں چلے گئے ہیں۔ دنیا کے سو سے زیادہ ممالک میں فضائی اڈے بنانے والے اور UNICEF چلانے والوں کو فلسطین کے بچے کیوں نہیں دکھائی دیتے؟

اسرائیل کے ایک انسانی حقوق کے ادارے کی رپورٹ کے مطابق 2014ء کی اسرائیلی جارحیت میں شہید ہونے والوں میں 70 فیصد سے زیادہ بچے، عورتیں اور بزرگ شامل تھے۔اس طرح سویٹزرلینڈ میں قائم ہونے والے بچوں کے عالمی دفاع کی تنظیم کے مطابق 2014ء کا سال فلسطینی بچوں کے لیے سب سے مشکل سال رہا۔اسی تنظیم کے مطابق 89000 سے زائد گھروں کو تباہ کیا گیا، جن میں 15000 مرمت کی حالت میں بھی نہیں۔

اسرائیل نے جہاں خود ساختہ جنگی حالات میں بچوں، عورتوں اور بزرگوں کا نشانہ بنایا وہیں یہ عام حالات میں بھی بچوں کو ٹارگٹ بنا تا رہا ہے جس کی تازہ ترین مثال 14 سالہ بچی ملاک الخطیب کی 2 ماہ کی گرفتاری ہے جسے اسرائیلی فوج پہ پتھر پھینکنے کے "جرم" میں گرفتار کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں مغربی کنارے میں اسرائیلی فوج نے 22 فلسطینیوں کو حراست میں لے لیا۔ 27 جنوری کی شب مقبوضہ مغربی کنارے کے شہر بلاتا اور آسکر میں اسرائیلی فوج اچانک گھس آئی اور مسلمانوں کی جائیداد کو تہس نہس کرتے ہوئے 22 فلسطینیوں کو بغیر کسی جرم کے حراست میں لے لیا۔

اگست 2014ء میں 650 فلسطینی شہید اور 4 ہزار سے زائد زخمی ہوگئے، جب کہ سینکڑوں گھر، سکول، رہائشی عمارتیں اور مساجد ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کر دیے گئے۔ اسرائیلی وزیر دفاع گابی اشکنازی نے اعلان کیا کہ غزہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر دم لیں گے۔ 2008ء اور 2012ء کے حملے کے برعکس اس دفعہ میں زمینی حملہ بھی کیا گیا۔اسرائیلی افواج نے ٹینکوں اور بھاری اسلحے سمیت غزہ پر مختلف اطراف سے چڑھائی کی۔([23])

بعض تجزیہ نگاروں نے لکھا ہے کہ چند سال قبل غزہ کی پٹی میں تیل اور گیس کے وسیع ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔اسرائیل انہیں اپنی تحویل میں لینا چاہتا ہے اس لیے وہ ہر قیمت پر غزہ کو اپنے کنٹرول میں لینا چاہتا ہے۔

برطانوی اخبار دی گارڈین نے 9 جولائی 2014ء کی اشاعت میں معروف دفاعی تجزیہ نگار ڈاکٹر نصیر احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ 2020ء تک اسرائیل کا توانائی بحران شدت اختیار کر سکتا ہے جس کے پیشِ نظر اسرائیل

فلسطینی ذخائر پر قبضہ ضروری سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حماس کے خاتمے کے لیے اس نے غزہ پر جنگ مسلط کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ غزہ اسرائیل کی نظروں میں پہلے دن سے ہی خاردار کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے اور وہ اسے باقی مقبوضہ فلسطین میں شامل کرنا چاہتا ہے تاکہ جب چاہے فلسطینیوں کو وہاں سے نکال باہر کرے اور وہاں یہودی آبادیاں قائم کرتا پھرے۔([24])

خواتین اور بچوں کے لیے اسرائیلی جیل خانوں کا خوفناک منظر

1948ء سے لے کر اب تک لاکھوں فلسطینیوں کو وقفے وقفے سے زندان کی سلاخوں کے پیچھے ڈالا گیا جن میں ہزاروں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں، جنہیں ہر طرح کی ظلم و بربریت اور اذیت و تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

اسرائیلی جیلوں میں مقید فلسطینی خواتین کے ساتھ جنسی تشدد، عریاں تفتیش، لالچ اور دھونس کے ذریعے بلیک میلنگ اور تحقیقات کے دوران وحشیانہ تشدد جیسے حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔

اسرائیلی جیلوں میں مسلمان خواتین کے لیے تشدد سے بڑا مسئلہ صنفی امتیاز کا نہ ہونا بتایا جارہا ہے، ان باپردہ مسلم خواتین کو مرد قیدیوں کے ساتھ ایک ہی بیرک میں رکھا جاتا ہے، اس تکلیف کو نہ برداشت کرتے ہوئے کئی خواتین قیدیوں نے خودکشی کی بھی کوشش کی، مگر صہیونی درندوں پر اس کا ذرہ بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ خواتین کو مردوں کی طرح سخت تشدد کا بھی نشانہ بنایا جاتا ہے جس سے بہت سی خواتین شہید بھی ہوئی ہیں۔ ستم بالائے ستم کہ اسرائیلی انتظامیہ ان شہید خواتین کی لاشیں بھی ورثاء کے حوالے نہیں کرتی۔ اسرائیلی جیلوں میں قید ہزاروں افراد میں جہاں بڑی عمر کے افراد شامل ہیں وہیں 18 سال سے کم عمر کے بچوں کو بھی غیر قانونی طور پر پابندِ سلاسل کیا گیا ہے۔ اس وقت اسرائیلی عقوبت خانوں میں سینکڑوں فلسطینی بچے بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں۔ صہیونی پولیس سالانہ سات سو سے زائد فلسطینی بچے بھی گرفتار کرتی ہے، اسرائیلی جیلوں میں قید متعدد بچوں کی کہیں مثال نہیں ملتی۔([25])

فلسطینی مقبوضہ مغربی کنارے اور بیت المقدس میں اسرائیلی فوج کے ہاتھوں خواتین کی گرفتاریوں کے واقعات میں اضافہ ہوگیا ہے مرکز برائے اسیران سٹڈی سینٹر کی جانب سے جاری رپورٹ کے مطابق صہیونی فوجیوں نے رواں سال 2016ء میں مجموعی طور پر 23 خواتین کو حراست میں لیا ان میں کم عمر بچیاں بھی شامل ہیں۔

عالمی حقوقِ نسواں کی شائع کردہ رپورٹ کے مطابق اس وقت اسرائیلی عقوبت خانوں میں 15 ہزار فلسطینی

خواتین یہودی فوجیوں کی درندگی وبربریت کا نشانہ بنی ہوئی ہیں۔([26])

اسرائیلی جیلوں میں قید فلسطینی خواتین خطرناک امراض میں مبتلا

فلسطین میں خواتین کے حقوق کے لیے سرگرم تنظیم " مکب"برائے اسیران نے اسرائیلی جیلوں میں قید فلسطینی خواتین پرڈھائے جانے والے صہیونی مظالم پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ بدنام زمانہ " ھشاروں" جیل میں قید خواتین کئی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو چکی ہیں جبکہ صہیونی انتظامیہ ان کی بیماریوں کو تشدد کے حربے کے طور پر استعمال کر رہی ہیں۔([27])

فلسطینی مہاجرین وپناہ گزینوں کی حالتِ زار اور مسائل: ایک جائزہ

کیونکہ 1948ء کی عرب اسرائیل جنگ میں غزہ سے کئی شہر مکمل طور پر خالی کرا لیے گئے تو فلسطینی مختلف علاقوں کی طرف ہجرت کر گئے مگر بدقسمتی سے پناہ گزین کیمپوں میں بھی انہیں آرام سے نہیں رہنے دیا گیا۔ آج بھی لاکھوں کی تعداد میں فلسطینی مختلف ممالک کے پناہ گزین کیمپوں میں پڑے ہیں اور وہاں انہیں بدترین صورتحال کا سامنا ہے۔

☆شام میں سنہ 2011ء کے بعد سے جاری خانہ جنگی کے دروان مقامی آبادی کے ساتھ ساتھ شام میں پناہ گزین کے طور پر اقوام متحدہ کے قائم کردہ کیمپوں میں رہنے والے فلسطینی مہاجرین کی بڑی تعداد بھی جنگ کا ایندھن بن چکی ہے۔فلسطین۔ شام ایکشن گروپ کی جانب سے تازہ اعداد و شمار جاری کیے گئے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ گذشتہ پانچ سال کے دوران شام میں مقیم 3275 فلسطینی پناہ گزین جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔لندن میں قائم شام اور فلسطین ایکشن گروپ کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ شام میں شہید ہونے والے فلسطینیوں پر ہر طرح سے حملے کیے گئے۔ انہیں بمباری میں نشانہ بنایا گیا۔ جیلوں میں انسانیت سوز تشدد کر کے انہیں قتل کیا گیا۔ براہ راست گولیاں ماری گئیں اور متحارب فریقین کے درمیان لڑائی کے دوران بھی سیکڑوں فلسطینی شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ فلسطینیوں کی شہادتوں کا ایک بڑا سبب شامی شہروں کا سرکاری فوج کی جانب سے محاصرہ بھی ہے۔بڑی تعداد میں فلسطینی بچے اور مریض شہری خوراک اور ادویہ نہ ملنے کے باعث جام شہادت نوش کر گئے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ شامی فوج نے سینکڑوں فلسطینی پناہ گزینوں کو جیلوں میں تشدد کر کے شہید کیا۔

اس وقت بھی 75 فلسطینی خواتین سمیت 1088 فلسطینی شہری شام کی سرکاری جیلوں میں قید ہیں اور ان کے انجام کے بارے میں کوئی پتا نہیں کہ آیا وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ شام میں جاری خانہ جنگی کے دوران ڈیڑھ لاکھ فلسطینیوں کو کیمپ خالی کرنا پڑے ہیں اور وہ شام کے اندر اور بیرون ملک دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ نقل مکانی کرنے والے فلسطینی مہاجرین کی بڑی تعداد لبنان، ترکی، اردن، مصر، لیبیا اور یورپی ملکوں کو جانے پر مجبور ہوئی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 80 لاکھ فلسطینی پناہ گزین شام چھوڑ گئے ہیں۔([28])

☆اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق تقریباً 5 ملین فلسطینی مہاجرین کا 2 ملین ایک لاکھ حصہ اردن میں، ایک ملین 3 لاکھ غزہ میں، 9 لاکھ 14 ہزار دریائے اردن کے مغربی کنارے میں، 5 لاکھ شام میں اور 4 لاکھ 47 ہزار لبنان میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔([29])

☆جنگ زدہ شام میں امن کے دنوں میں پناہ لینے والے فلسطینی مہاجرین جو اب وہاں سے دیگر ممالک کا رُخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اُن میں سے سینکڑوں افراد یونان میں پھنسے ہوئے ہیں کیوں کہ ہمسایہ ممالک کو جانے والے تمام راستے بند کر دیے گئے ہیں۔

☆شام میں موجود فلسطینیوں کے ایکشن گروپ کا کہنا ہے کہ یورپی یونین کی جارحانہ پالیسیوں کے سبب یونان کی سرحد پر پھنسے ہوئے فلسطینی مہاجرین کا معاملہ مزید خراب ہو گیا ہے۔ گروپ نے فلسطینی مہاجرین کی شام میں صورت حال خصوصاً دمشق کے مضافات میں واقع خان الشیخ مہاجر کیمپ کے حالات پر شدید تحفظات کا اظہار کیا۔

☆شامی فوج نے مہاجر کیمپ کو 1116 دن سے محاصرے میں لیا ہوا ہے اور اس کیمپ میں 1177 دن سے بجلی اور 666 دنوں سے پانی کی فراہمی معطل ہے۔([30])

☆یرموک پناہ گزین کیمپ نیوز نے اپنے فیس بک صفحے پر پوسٹ ایک بیان میں بتایا ہے کہ روسی فوج کے جنگی طیاروں نے سوموار کی شام خان الشیخ کیمپ پر بمباری کی جس کے نتیجے میں محمود حسن الخالد نامی پناہ گزین شہید اور 10 شہری زخمی ہو گئے۔([31])

☆اقوام متحدہ کے ادارہ برائے فلسطینی مہاجرین (یو این آر ڈبلیو اے) کے کمشنر جنرل فلپ گراندی نے نیوز کانفرنس کے دوران کہا کہ اس وقت شام کے سرحدی علاقے میں چار لاکھ سے سوا پانچ لاکھ فلسطینی مہاجرین شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ جنہیں نقد رقم، خوراک، ادویات اور دیگر ضروریات زندگی کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا

کہ شام میں محصور فلسطینی مہاجرین کے لیے اب تک 91 ملین ڈالر کی عالمی امداد موصول ہوئی ہے جو کہ ناکافی ہے۔ایسے حالات میں فلسطینی مہاجرین کی زندگی اجیرن بن چکی ہے چنانچہ اردن کو چاہئے کہ وہ ان فلسطینیوں کے لیے اپنی سرحدیں کھول دے۔(32)

☆فلسطینیوں کے لیے قائم ریلیف اینڈ ورکس ایجنسی "اونرا" کی اطلاع کے مطابق دمشق میں واقع محاصر زدہ یرموک کیمپ میں ٹائیفائیڈ بخار وبائی شکل اختیار کرتا جارہاہے اور گذشتہ عرصے میں وہاں چھے کیسوں کی تصدیق ہوئی ہے۔ایجنسی کا کہنا ہے کہ اس کو یرموک، یلدہ اور دونواحی علاقوں بابلہ اور بیت سحم میں بھی ٹائیفائیڈ کے پھیلنے کی قابل اعتابر رپورٹس ملی ہیں۔جب کہ امریکا کے مرکز برائے کنٹرول اور انسداد امراض کے مطابق ٹائیفائیڈ سے انسانی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔(33)

☆فلسطین کے مقبوضہ مغربی کنارے کے جنوبی شہر الخلیل کے جنوب میں واقع "الفوار" پناہ گزین کیمپ میں نام نہاد تلاشی کی کاروائی کی آڑ میں شروع کی گئی وحشیانہ کاروائی میں اسرائیلی فوج نے ایک شہری کو شہید اور کم سے کم 60 کو زخمی کر دیاہے۔زخمیوں کی حالت تشویش ناک بتائی جاتی ہے۔

☆ایک عینی شاہد نے مرکز اطلاعات فلسطین کو بتایا کہ مسلح اسرائیلی فوجی الفوار کیمپ میں فلسطینیوں کے گھروں پر چڑھ گئے ہیں۔اس کے علاوہ کیمپ کے تمام داخلی وخارجی راستے بند کر دیے گئے ہیں۔اس دوران فلسطینی شہریوں کے گھروں کی جامہ تلاشی کی مہم بھی جاری ہے۔تلاشی کی کاروائی میں متعدد فلسطینیوں کو حراست میں لیا گیا ہے جب کہ خواتین اور بچوں کو زدوکوب کیا جارہاہے۔(34)

☆جب کہ دوسری طرف اسلامی تحریک مزاحمت "حماس" نے مصدقہ ذرائع سے خبر دی ہے کہ اقوام متحدہ کی فلسطینی پناہ گزینوں کی بحالی کے لیے قائم ریلیف اینڈ ورکس ایجنسی "اونرا" نے لبنان میں بیروت کے قریب فلسطینیوں کے مہاجر کیمپ "نہرالبارد" میں فلسطینی پناہ گزینوں کی امداد روک دی ہے۔حماس نے شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ نے امداد روک کر مفلوک الحال مہاجرین کو صحت، خوراک، رہائش اور تعلیم جیسے بنیادی حقوق سے محروم کرنے کی کوشش کی ہے جو اونرا کے مشن کی خلاف ورزی بھی ہے کیونکہ اس ادارے کا قیام ہی فلسطینی مہاجرین کی بہبود کے لیے عمل میں لایا گیا تھا۔(35)

سال 2017ء میں فلسطینیوں کی حالتِ زار:

22 مئی 2017ء کی رپورٹ کے مطابق اسرائیل میں یہودی آبادکاروں کے ایک گروپ نے دریائے اردن کے شہر نبلوس کے بورین دیہات پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک فلسطینی زخمی ہوگیا اور گاڑی کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ یہودی آبادکاروں اور بورین کے رہائشیوں کے درمیان وقتاً فوقتاً جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس سے قبل بھی یہودی آبادکاروں نے فلسطینیوں کے دیہات پر حملہ کرتے ہوئے متعدد گاڑیوں کو نذرآتش کردیا تھا اور جمعرات کے روز فلسطینی قیدیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے ہونے والے جلسے پر فائرنگ کرتے ہوئے ایک فلسطینی کو ہلاک کردیا تھا۔(36)

جبکہ فلسطین ہلال احمر کے مطابق 26 جولائی 2017ء کی رات مسجد اقصیٰ کے دروازے پر نمازِ عشاء ادا کرنے والے نمازیوں پر اسرائیلی فوجیوں کے حملے میں 13 فلسطینی افراد شہید اور 13 زخمی ہوگئے ہیں۔

اطلاع کے مطابق بابِ اسباط پر نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد اسرائیلی پولیس متحرک ہوگئی اور سٹن گرینیڈ، ربڑ کی گولیوں اور آنسو گیس کے استعمال سے جماعت کو منتشر کیا۔

عینی شاہدوں کے مطابق پولیس نے اخباری نمائندوں کو واقعے کی کوریج سے روک دیا اور ایک فوٹو رپورٹر کو زدوکوب کے بعد حراست میں لے لیا۔ واضح رہے کہ اسرائیلی پولیس نے 14 جولائی بروز جمعہ کو بھی مسجد اقصیٰ میں مسلح حملے کے دعوے کے ساتھ 3 فلسطینیوں کو شہید کردیا تھا۔ واقعے کے بعد اسرائیلی فورسز نے مسجد کو عبادت کے لیے بند کردیا تھا۔(37)

فلسطین کے حوالے سے حالیہ ظلم وزیادتی کی انتہا یہ ہے کہ 7 دسمبر 2017ء کی بی بی سی رپورٹ کے مطابق امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے بدھ کی رات یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنے کا اعلان کردیا۔ اور اس کی وضاحت یہ پیش کی کہ یہ اقدام امریکہ کے بہترین مفاد اور اسرائیل اور فلسطین کے درمیان قیامِ امن کے لیے ضروری تھا۔ ان کے بقول یہ فیصلہ بہت پہلے ہوجانا چاہئے تھا۔ امریکہ کے اس فیصلے کی حمایت کرتے ہوئے اسرائیلی وزیراعظم نے کہا کہ دنیا کے ہر کونے میں ہمارے لوگ یروشلم واپس آنے کے لیے بے تاب ہیں اور آج ٹرمپ کے اعلان نے اسے ہمارے لیے ایک تاریخی دن بنادیا ہے۔ یروشلم ہماری امیدوں، خوابوں اور دعاؤں کا مرکز ہے۔

دوسری جانب امریکی صدر کے اس فیصلے پر بین الاقوامی سطح پر شدید تنقید کی جارہی ہے۔ فلسطین لبریشن

آرگنائزیشن، ترکی، مصر اور فرانس کی جانب سے اس فیصلے کو رد کرتے ہوئے اسے عالمی قوانین اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے خلاف ورزی کہا جارہا ہے۔(38)

برطانوی خبر رساں ایجنسی روئٹر کے مطابق امریکی اعلان کے خلاف غربِ اردن کے علاقے الخلیل اور البیرہ میں ہزاروں فلسطینیوں نے ہڑتال کی سڑکوں پر احتجاج کیا۔ مظاہرین نے "یروشلم فلسطینی ریاست کا دارالحکومت ہے" کے نعرے لگائے۔ جس پر اسرائیلی سکیورٹی فورسز نے آنسو گیس، ربڑ کی گولیوں اور فائرنگ کا استعمال کرکے 31 فلسطینیوں کو زخمی کردیا۔(39)

12 دسمبر 2017ء کو صیہونی فوجیوں نے غزہ پٹی کے شہر بیت لاہیہ میں ڈرون طیارے سے حملہ کرکے 2 فلسطینیوں کو شہید اور متعدد کو زخمی کردیا۔(40)

کہا جاسکتا ہے کہ فلسطینی مسلمان اپنی ابتداء سے لیکر آج تک یہودی لابی کے ہاتھوں مسلسل ظلم وجبر کا نشانہ بن رہے ہیں۔ فلسطین میں ناجائز اسرائیلی ریاست کے قیام کا مقصد ہی دنیا میں مسلمانوں کو کمزور اور ضعیف بنانا تھا۔ لہٰذا اس مقصد کے لیے فلسطینیوں کا قتلِ عام آج بھی زوروشور سے جاری ہے۔ ان کو بنیادی حقوق سے محروم کرکے ان پر زندگی تنگ کردی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاکھوں فلسطینی مسلمان ہجرت کر رہے ہیں۔ مگر ان مہاجرین اور پناہ گزینوں کا بھی کوئی پُرسانِ حال نہیں۔ جبکہ امریکی صدر ٹرمپ کے حالیہ " اعلان یروشلم " نے ملک میں بدامنی کی فضا کو مزید ہوا دے دی ہے۔ تاہم اس مسئلے کے حل کے لیے امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونے کی اشد ضرورت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ عابدہ فیاض، پروفیسر، عکس جہاں، خان بک کمپنی،لاہور، س ن، ص:979

2۔ جی۔ بی اسٹرینج بلاد فلسطین وشام، مترجم مولوی سید ہاشمی فرید آبادی، دارالطبع جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد، 1932ء، ص:32

3۔ مسعود مفتی، دنیا کے تمام ممالک کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز،لاہور، جنوری 2004ء، ص:288

4۔ ایضاً

5۔ محمد یوسف چودھری، عراق و فلسطین پنجہ نصاری و یہود میں، مکتبہ جمال،لاہور، جون 2013ء، ص:75

6۔ یاقوت حموی، معجم البلدان، دارالمعرفہ، بیروت، 1998ء، 913/3

7۔ رابرٹ وین ڈی ویئر، یہودیت تاریخ، عقائد، فلسفہ، مترجم ملک اشفاق، بک ہوم ،لاہور، 2009ء، ص:1819

8۔ مصطفیٰ الطحان، فلسطین سازشوں کے نرغے میں، ہلال پبلی کیشنز،لاہور، 1996ء، ص:32

9۔ عراق و فلسطین پنجہ نصاریٰ و یہود میں، ص:79،78

10۔ عبدالوہاب الکیالی، تاریخ فلسطین الحدیث، المؤسسۃ العربیہ، بیروت، 1990ء، ص:171

11۔ وکٹر ای مارسڈن، یہودی پروٹوکولز، مترجم محمد یحیٰ خان، نگارشات پبلشرز،لاہور، 2012ء، ص:118،117

12۔ Ahmed Taha, The tragedy of Jerusalem, auqaf department government of the Punjab,1972,pg:14

13۔ فلسطین سازشوں کے نرغے میں، ص:261

14۔ ایضاً، ص:296

15۔ The tragedy of Jerusalem,pg:8

16۔ محمد امین الحسینی، حقائق عن قضیہ فلسطین، مکتبۃ الھئیہ العربیہ، قاہرہ، 1957ء، ص:45

17۔ فلسطین سازشوں کے نرغے میں، ص:145،143

18۔ ایضاً، ص:298

19۔ عراق و فلسطین پنجہ نصاریٰ و یہود میں، ص:171

20۔ ایضاً، ص:139
21۔ ظہورالدین بٹ، اسرائیلی مظالم اور اس کے قیام کا پس منظر، ماہنامہ چشم بیدار، ملک احمد سرور، لاہور، مارچ2015ء، ج:9، ش:3، ص:66،67
22۔ عابد اللہ خان، اسرائیل کا اصلی چہرہ، شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی، لاہور، س ن، ص:7
23۔ سمیع الحق شیرپاؤ، لہولہو غزہ، ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، پروفیسر خورشید احمد، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، اگست2014ء، ج:4، ش:3، ص87
24۔ ایضاً
25۔ محبوب احمد، اسرائیلی عقوبت خانوں میں انسانی حقوق کی پامالی، ہفت روزہ ندائے ملت، 29 جنوری تا4 فروری2015ء، ج:47، ش:6، ص:33
26۔ رابعہ عظمت، اسرائیلی فوج کے ہاتھوں فلسطیی خواتین کی گرفتاریوں میں اضافہ، ہفت روزہ ندائے ملت، 12 تا18 فروری2015ء، ج:47، ش؛8، ص:36
27۔ ایضاً
28۔ شام: فلسطینی پناہ گزینوں کی مشکلات، 28جولائی2016، http://m,dailyhunt.in/news
29۔ فلسطینی مہاجرین کے لیے فوری مدد کی اپیل، http://www.trt.net.tr/urdu/dny/2015/08/05
30۔ فلسطینی مہاجرین کو یونان بارڈر پر مشکلات، http://urdu.palinfo.com/news/2016/7/9
31۔ شام میں روسی طیاروں کی بمباری سے ایک فلسطینی پناہ گزین شہید 10 زخمی، http://urdu.palinfo.com/news/2016/8/9
32۔ اردن فلسطینی مہاجرین کے لیے سرحدیں کھول دے، اقوام متحدہ، http://www.dawnnews.tv/news
33۔ شام: فلسطینی مہاجرین کے کیمپ میں ٹائیفائڈ بخار کی وبا، http://urdu.alarabiya.net/ur/middle-east/2015/08/19
34۔ فلسطینی پناہ گزین کیمپ میں اسرائیلی دہشت گردی، ایک شہری شہید، 60 زخمی، http://urdu.palinfo.com/news/2016/8/17

35۔ لبنان: "یو این" کی فلسطینی مہاجرین کے لیے امداد بند، حماس کی مذمت، 3 جولائی 2013ء، http://urdumajlis.net

36۔ یہودی آبادکاروں کا فلسطینیوں کے دیہات پر حملہ، ایک فلسطینی زخمی، 22 مئی 2017ء، www.trt..net.tr

37۔ مسجد اقصیٰ: نمازیوں پر اسرائیلی فوجیوں کے حملے میں 13 افراد ہلاک، 26 جولائی 2017ء، www.trt..net.tr

38۔ www.bbc.com

39۔ ibid

40۔ صیہونی فوج کے فضائی حملے، www.urdu.abbtakk.tv